بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ المنعم وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ اما بعد نخبۃ الفکر فن اصول حدیث میں علامہ ابن حجر یعنی ابو الفضل احمد بن علی عسقلانی کی جو ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۵۲ھ میں وفات پائی وہ بینظیر تالیف ہے جسمیں محدثین کی اصطلاحات حدیث کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ یکجا کیا اور گویا دریا کو کوزہ میں بند فرما دیا ہے۔ مقبولیت عامہ کے سبب یہ کتاب مدت سے نصاب نظامی میں داخل ہے اور جملہ مدارس عربیہ اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔ چند سال سے الہ آباد یونیورسٹی کے درجہ مولوی کے نصاب میں بھی اس کا متن شامل کر دیا گیا ہے۔ عام طلبہ کو اس کا سمجھنا چونکہ دشوار ہوتا تھا اس لئے مولنا عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ بھوپال مدظلہ العالی نے اول اسکی مختصر شرح عربی میں کی اور پھر اردو میں ہر ضروری مضمون کو بصورت شرح واضح کر دیا۔ چونکہ دس بارہ سال طلبہ کو پڑھاتے اور اس کے مضامین بطور خلاصہ سمجھاتے اور لکھاتے رہے اس لئے ترتیب مضامین اور تسہیل مطالب میں آسانی ہو کر کتاب حاصل المتن عربی مع شرح اردو کے ایک نئی اور بیحد مفید مستقل کتاب بن گئی۔ مولنا ممدوح نے حسن ظن کی بناء پر یہ مسودہ برائے اصلاح و ترمیم بندہ کے پاس بھیجا اور بندہ نے اس توقع پر کہ شاید زمرۂ خادمان حدیث میں شامل ہو سکوں اس خدمت کو فخر سمجھا اور اپنی استعداد و طاقت کیموافق پوری توجہ و اہتمام کیساتھ اسکی تصحیح اور عبارت کی اصلاح کر دی کہ سلیس و عام فہم ہو کر نہایت سہل اور دل چسپ بن گئی۔ چونکہ مولانا کا اصرار تھا کہ طبع ہو جائے اور حق تالیف اسکا بندہ کو دے چکے تھے اس لئے بندہ نے اسکو منقح و مکمل کر کے برخوردار مولوی حافظ مسعود الٰہی سلمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیا کہ طبع کرائیں اور طلبۃ العلم کو نفع پہونچا کر خود بھی نفع اٹھائیں حق تعالیٰ ہم ناچیز بندوں کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور حشر کے دن اپنے مقبولین و خواص امت محمدیہ کی جماعت میں اٹھائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ وصلے اللہ تعالیٰ وسلم علےٰ محمد نبی الرحمۃ محمد والہ وصحبہ وازواجہ وعترتہ وحاملی لویۃ روایاتہ من المحدثین وراعی اعلام درایاتہ من المجتہدین رضی اللہ عنہم وعنا اجمعین +

بندہ ناچیز عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی

[illegible]

والثالث (هو) العزيز وليس (العزيز) شرطاً للصحيح خلافاً لمن زعمه والرابع (هو)
الغريب وكلها سوى الاول آحاد وفيها (اي الآحاد) المقبول والمردود لتوقف
الاستدلال على البحث عن احوال رواتها دون الاول وقد يقع فيها (اي الآحاد)
ما يفيد العلم النظري بالقرائن على المختار ثم الغرابة اما ان تكون في
اصل السند (اي في طبقة التابعي) اولا فالاول الفرد المطلق والثاني الفرد النسبي۔

(حدیث عزیز) جسکے راوی دو ہوں خواہ ہر طبقہ میں دو دو ہوں یا کسی میں زائد لیکن دو سے کم کسی طبقہ میں نہوں۔
(حدیث غریب) جسکا راوی ایک ہو خواہ ہر طبقہ میں ایک ہی ایک ہو یا کسی طبقہ میں زائد ہو جائیں۔
(حدیث غریب کا فائدہ) حدیث کے صحیح ہونے کیلئے عزیز ہونا شرط نہیں۔ بلکہ غریب حدیث بھی صحیح ہوسکتی ہے
جبکہ اسکا راوی معتبر ہو۔ بعض نے عزیز ہونا بھی شرط کیا ہے پس ان کے نزدیک غریب حدیث صحیح نہیں ہوسکتی۔
(حدیث آحاد) متواتر کے علاوہ مشہور، مستفیض، عزیز، غریب سب کو آحاد کہتے ہیں۔
(یقینی علم صرف حدیث متواتر سے ہوتا ہے) متواتر سے ہمیشہ یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور قرائن کے ذریعہ کبھی آحاد سے بھی علم نظری
حاصل ہو جاتا ہے مثلاً راوی نہایت معتبر ہوں اور واقعہ بھی خلاف عادت نہو
(تحقیق رواۃ) متواتر میں تحقیق رواۃ کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ کثرت رواۃ و نیز اسکی شرائط کیوجہ سے
اسمیں کچھ بھی شک و شبہ نہیں رہتا۔ ہاں آحاد میں تحقیق رواۃ کی ضرورت ہے۔
(اقسام آحاد) تحقیق رواۃ کے اعتبار سے آحاد کی دو قسمیں ہیں مقبول مردود (غیر قابل عمل)
(حدیث مقبول) جسکے سب راوی معتبر ہوں۔
(حدیث مردود) جسمیں کوئی راوی غیر معتبر بھی ہو۔
(تنبیہ) کوئی حدیث بذاتہ غیر مقبول نہیں ہوسکتی لیکن کبھی راوی کے غیر معتبر ہونیکی وجہ سے غیر مقبول کہلائی جاتی ہے۔
(اقسام غرابت) فرد مطلق۔ فرد نسبی۔
(فرد مطلق) جسکی اصل سند یعنی دور تابعی میں غرابت ہو یعنی صرف ایک ہی تابعی سے روایت کیگئی ہو۔
(فرد نسبی) جسکی اصل سند میں غرابت نہ ہو بلکہ وسط سند یا آخر میں ہو۔

ویقل اطلاق الفردیۃ علیہ (ای الفرد النسبی) وخبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ هو الصحیح لذاتہ ویتفاوت رتبہ بتفاوت هذه الاوصاف۔

(تنبیہ) محدثین اکثر صرف فرد مطلق پر فرد بولتے ہیں اور نسبی پر بہت کم اسپر اکثر غرابت کا لفظ بولتے ہیں۔
(ثقہ راوی) جو عادل، تام الضبط، متصل السند ہو اور معلل اور شاذ نہ ہو۔
(ضعیف راوی) جسمیں ثقہ راوی کے جمیع صفات نہ ہوں یا بعض ہوں اور بعض نہ ہوں۔
(عادل) وہ ہے جو کبائر گناہوں سے بچے اور ان معمولی باتوں سے بھی بچتا ہے جن سے اسکے تقوی پر دھبہ آتا ہو مثلاً راستہ میں بول و براز کرنا یا راستہ میں کوئی چیز کھانا یا فاجر فاسق سے میل جول رکھنا وغیرہ۔
(اقسام الضبط) ضبط الصدر، ضبط الکتابہ۔
(ضبط الصدر) ہر امر کو خوب اچھی طرح یاد رکھے کہ جب چاہے بلا تکلف بیان کردے۔ کچھ رکاوٹ نہ ہو۔
(ضبط الکتابہ) اچھی طرح لکھ رکھے۔
(متصل السند) وہ راوی ہے کہ جس سے سُنا ہو اسکے حوالہ سے مسلسل بیان کردے کسی کو سلسلۂ سند سے حذف نہ کرے۔
(معلل) وہ راوی ہے جو وہم سے کچھ تغیر تبدل کردے۔
(شاذ) وہ راوی ہے جو ایسے راوی کے خلاف بیان کرے جو اس سے زیادہ معتبر ہو (شاذ کے ایک معنی اور بھی سوء حفظ کے بیان [illegible]
اکثر راوی کی تحقیق ہوتی ہے تمامی صحابہ اعلیٰ درجہ کے معتبر اور سچے تھے اسلئے انکی خبر بغیر قیل و قال مانی جاتی ہے ان کے بعد تابعین وغیرہ سب کے حالات کی تحقیق کیجاتی ہے۔
(طریق حدیث) راویوں کے سلسلہ کو طریق حدیث اور سند حدیث کہتے ہیں۔
(اقسام حدیث) صحیح لذاتہ۔ صحیح لغیرہ۔ حسن لذاتہ۔ حسن لغیرہ۔
(صحیح لذاتہ) وہ حدیث ہے جسکے سلسلۂ رواۃ میں جملہ راوی ثقہ ہوں کوئی ضعیف نہ ہو۔
(حسن لذاتہ) وہ ہے جسکے جملہ راوی ثقہ ہوں لیکن کوئی راوی خفیف الضبط ہو تام الضبط نہ ہو۔
(صحیح لغیرہ) وہ حسن لذاتہ ہے جسکی سندیں اسقدر کثیر ہوں جن سے راوی کی کمی حفظ کی تلافی ہو سکے۔

ومن ثَمَّ قُدِّمَ صحيح البخاري ثم مسلم ثم ما وافق شرطهما فان خف الضبط فالحسن لذاته وبكثرة طرقه يُصحَّح (اي يحكم عليه بانه صحيح لكثرة الاسانيد) فان جمعا (بان يقال على حديث واحد انه صحيح وحسن) فللتردد في الناقل (الراوي) حيث التفرد (حيث يكون اسنده واحدًا) والا (وان لم يكن السند واحدا بل اكثر) فباعتبار الاسنادين (اعني باعتبار سند صحيح وباعتبار الآخر حسن)

(حسن لغيره) وہ ہے جسکے رواۃ میں ثقہ کی جملہ صفات یا بعض صفات نہ ہوں لیکن سندیں اسقدر کثیر ہوں جن سے ہر نقصان کی کمی پوری ہو جائے۔

(مراتب صحیح) چونکہ ثقہ راوی اپنی صفات معتبرہ میں اعلیٰ اور متوسط اور ادنیٰ ہوتے ہیں اسلئے صحیح حدیث کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں (اصح الاسانید) جسکے سلسلہ میں جملہ صفات معتبرہ اعلیٰ درجہ کے ہوں، اور اگر صفات معتبرہ متوسط ہوں تو سند متوسط ہے اور ادنیٰ ہوں تو ادنیٰ ہے۔

(موجودہ کتب احادیث میں مراتب صحیح) { اعلیٰ مرتبہ کی صحیح حدیث وہ ہے جو بخاری و مسلم دونوں میں ہو۔ ایسی حدیث کو متفق علیہ کہتے ہیں۔ پھر دوسرے درجہ پر وہ حدیث ہے جو صرف بخاری میں ہو۔ پھر وہ حدیث جو صرف مسلم میں ہو۔ پھر وہ حدیث جو دونوں کی شرائط صحت پر ہو۔ پھر وہ جو صرف بخاری کی شرائط صحت پر ہو۔ پھر وہ جو مسلم کی شرائط صحت پر ہو اور پھر وہ حدیث جو دیگر محدثین کی شرائط صحت پر ہو۔

(مراتب صحیح پر اعتراض) ایک حدیث کو کم مرتبہ سمجھ لینا محض اسوجہ سے کہ بخاری و مسلم میں نہیں ہے یا انکے شرائط پر نہیں ہے (جواب) چونکہ بخاری و مسلم کا تمام محدثین میں بلند مرتبہ ہونا مسلم ہے پس جیسے کہ انکو دیگر حضرات محدثین پر فضیلت ہے ویسے ہی انکی مروی حدیث کو اور انکے شرائط مقررہ کو بھی مزید مقبولیت ہے۔

(بخاری کو مسلم پر ترجیح کے وجوہ) متصل السند کیلئے بخاری نے راوی اور مروی عنہ میں ملاقات شرط کی ہے مسلم نے صرف معاصرت ہی پر اکتفا کیا ہے۔ روایت شاذہ مسلم میں زائد ہیں۔ بخاری نے صحیح ہونے کیلئے عزیز ہونا بھی شرط کیا ہے بعض علماء مسلم کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اول قول جمہور کا ہے۔

(ایک ہی حدیث کا صحیح اور حسن ہونا) ایک ہی حدیث کو صحیح اور حسن کہنے کی دو صورتیں ہیں اول سکے جملہ رواۃ ثقہ

[illegible]

ثم المقبول ان سلم من المعارضة فهو المحكم وان عورض (خولف) بمثله فان امكن الجمع (بينهما) فهو مختلف الحديث اولا (اي ان عورض بمثله ولا يمكن الجمع بينهما) فان ثبت المتاخر (بالتاريخ) فهو الناسخ والآخر (اي المتقدم) المنسوخ والا (اي ان عورض بمثله ولا يمكن الجمع بينهما ولا يثبت المتاخر والمتقدم) فالترجيح (لازم بوجه من وجوه الترجيح ان امكن) ثم التوقف (عن العمل لازم ان لم يمكن الترجيح)

(متعارض) وہ حدیثیں ہیں جو بظاہر باہم مخالف معلوم ہوں۔

(تنبیہ) احادیث شریفہ میں باہمی مخالفت ہرگز نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مؤید ہیں لیکن ہماری ناقص سمجھ سے بعض احادیث باہمی مخالف معلوم ہونے لگتی ہیں پھر تحقیق کے بعد ظاہری مخالفت بھی دور ہوجاتی ہے۔

حدیث مقبول کے اقسام) محکم۔ مختلف الحدیث۔ ناسخ۔ مرجح۔

(محکم حدیث) وہ ہے جسکی کوئی حدیث مخالف نہ ہو۔ ایسی حدیث قطعاً قابل عمل ہوتی ہے۔

(مختلف الحدیث) وہ معارض حدیثیں ہیں جو صحت میں ہم رتبہ ہوں اور انمیں جمع یعنی اختلاف کا دور ہونا ممکن ہو۔ جیسے لاعدویٰ (مرض متعدی نہیں ہے) اور فِرَّ مِنَ المجذوم (جذامی سے بھاگ) کہ دوسری حدیث سے مرض کا متعدی ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپنے جذامی سے بھاگنے کا حکم دیا۔ اب انمیں جمع کی صورت یہ ہے کہ حقیقتاً مرض تو متعدی نہیں ہے لیکن جذامی سے دور رہنا اسلئے ہے کہ اگر اقتضاء الٰہی تمکو یہ مرض ہوگیا تو پھر تمہارا عقیدہ خراب ہونیکا اندیشہ ہے کہ ہم جذامی سے علحدہ رہتے تو ہمکو یہ مرض لاحق نہ ہوتا یعنی یہ حکم بدعقیدگی کا سد باب ہے۔

(ناسخ اور منسوخ) وہ معارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور انمیں جمع ممکن نہ ہو لیکن تاریخ سے ان کا تقدم و تاخر ثابت ہوجائے پس متقدم حدیث منسوخ ہوگی اور متاخر حدیث ناسخ جیسے حلت متعہ کی حدیث متقدم ہے اور تحریم متعہ کی متاخر

(ترجیح اور توقف) جب معارض حدیثیں صحت میں برابر ہوں اور انمیں جمع بھی ممکن نہ ہو اور انکا تقدم و تاخر بھی ثابت نہ ہو لیکن ایک کو دوسرے پر ترجیح ممکن ہے تو ترجیح دیکر ایک پر عمل کرینگے مثلاً ایک سے حرمت ثابت ہو اور دوسری سے حلت تو کم از کم احتیاط ہی کو ملحوظ رکھکر حرمت کو ترجیح دیدیں اور اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو تو پھر تا وقتیکہ کوئی صورت عمل ظاہر نہ ہو اس میں توقف کیا جائیگا

ثم المردود اما ان یکون لسقط (ای لحذف راوٍ من الاسناد) او طعن (فی الراوی) فالسقط اما ان یکون من مبادی السند من المصنف (بتصرف المصنف) او من آخرہ بعد التابعی او غیر ذلک فالاول (ہو) المعلّق والثانی (ای ما سقط عن آخرہ من بعد التابعی) ہو المرسل و (القسم الثالث

(اسباب ردّ) حدیث کے غیر قابل عمل ہونے کے دو اسباب ہیں۔ سقط۔ اور طعن

(سقط) سند سے راوی کا حذف ہونا۔ سقط کی دو قسمیں ہیں۔ واضح اور خفی۔

(سقط واضح) وہ سقط راوی ہے جو آسانی سے معلوم ہو جائے۔ مثلاً علم ہو جائے کہ راوی اور مروی عنہ میں ملاقات نہیں ہوئی۔ اور روایت بطور اجازت[1] و اجادت[2] بھی نہیں ہے۔

(سقط خفی) وہ سقط ہے جو واضح نہ ہو۔ اسکو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا بلکہ ماہرین فن ہی جان لیتے ہیں جیسے صراف کو روپیہ کا کھوٹا پہچاننے کا خاص ملکہ ہوتا ہے۔

(فن تاریخ کی ضرورت) رواۃ میں معاصرت اور ملاقات کا معلوم کرنا حدیث کی صحت وغیرہ کیلئے نہایت ضروری ہے اور یہ امر تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(لہٰذا سقطِ واضح غیر مقبول حدیث کے اقسام) معلّق۔ مرسل۔ معضل۔ منقطع۔

(معلّق) جسمیں مبادی السند یعنی مصنف کیجانب سے سلسلہ سند سے رواۃ کا حذف ہو خواہ تمام سند محذوف ہو جیسے نیچے کا راوی کہدے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا یا صحابی کے علاوہ تمام رواۃ محذوف ہوں یا صحابی اور تابعی صرف مذکور ہوں اور بقیہ

(حدیث معلّق کا حکم) جو محدث ہمیشہ لازمی طور پر صرف صحیح حدیث ہی کو بیان کرتے ہیں اگر وہ یقینی صورت سے تعلیقات بیان کریں مثلاً قال و ذکر کہیں تو انکے اعتبار پر انکی تعلیق مقبول ہو جیسے بخاری یا مسلم کی تعلیقات۔ اور اگر غیر یقینی صورت سے تعلیق بیان کریں مثلاً یقال و یذکر وغیرہ کہیں تو قابل قبول نہیں۔ اور جو محدث صحیح اور غیر صحیح سب کو بیان کرتے ہیں انکی بھی تعلیق مقبول نہیں

(حدیث مرسل) جسمیں آخر سند (یعنی صحابی کا نام) حذف ہو جیسے تابعی خواہ بڑے درجہ کے ہوں یا چھوٹے درجہ کے اسطرح روایت کریں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا۔

(اقسام مرسل) مابین تابعی و صحابی کے کوئی واسطہ ہو یا نہو یعنی تابعیؒ نے خود صحابیؓ سے سُنا ہو یا ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے سُنا اور انہوں نے صحابیؓ سے سُنا ہو اور یہ واسطہ خواہ ایک ہو یا زائد بہرحال صحابی کا نام محذوف ہو۔

[1] ۔ اجازت کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایت کرنیکی اجازت دیدے اگرچہ ملاقات بھی نہ ہوئی ہو۔
[2] ۔ اجادت یہ صورت ہے کہ کسی شیخ کی جمع کردہ کتاب مل گئی اور یہ تحقیق ہو گئی کہ یہ فلاں کی ہے بس اسنے روایت کردی

ان كان (السقط) باثنين فصاعداً مع التوالي فهو المعضل والا (ان كان الساقط
واحداً او زائداً ولكن بشرط عدم التوالي) فالمنقطع + ثم قد يكون (السقط) واضحاً او
خفيًا فالاول يدرك بعدم التلاقي (بين الراوي والمروي عنه) ومن ثَمَّ اُحتيج
الى التاريخ (لانه به يعلم اوقات مواليدهم ووفياتهم واوقات طلبهم واوقات ارتحالهم للطلب)
و (القسم) الثاني (الذي فيه السقط خفيا فهو) المدلَّس ويَرِدُ (المدلس) بصيغة يحتمل
اللقاء (بين المدلس ومن روى عنه) كعن وقال وكذا (اي مثل التدليس) المرسل الخفي

(حکم مرسل) چونکہ تابعی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں طرح کے تھے۔ اسلئے مرسل حدیث قابل غور رہتی ہے۔ اور ثقہ تابعی مثلاً
امام مالکؒ کی مرسل حدیث یقیناً قابل قبول ہے۔
(معضل) جسکی وسط سند سے دو یا زاید راوی مسلسل محذوف ہو جائیں۔
(منقطع) جسکی وسط سند سے صرف ایک ہی راوی محذوف ہو یا زائد غیر مسلسل محذوف ہوں
(مدلَّس (اسم مفعول) راوی اپنے شیخ کو حذف کرکے مافوق راوی سے اسطرح روایت کرے جس سے اسناد کا حذف ہونا معلوم نہ ہو
بلکہ یہ احتمال ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہو مثلاً کہے عن فلان یا قال فلان اور اگر صراحۃً راوی مافوق سے اپنا سماع بیان
کردے تو یہ کذب ہو جائیگا جیسے سمعت وغیرہ کہے۔
(شرط تدلیس) راوی اور مروی عنہ میں ملاقات ثابت نہ ہو۔
(تدلیس کیوں کیجاتی ہے) تدلیس کے دو سبب ہیں اول غرض فاسد جو کہ حرام ہے کہ استاذ معمولی درجہ کا ہے اور مافوق عالی مرتبہ ہے
پس کسر شان کیوجہ سے اصلی استاذ کو حذف کرے اور علو شان کیلئے مافوق سے روایت کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ اختصاراً استاذ
کو حذف کرکے مافوق سے روایت کر دیجاوے جیسا کہ بعض اکابر محدثینؒ سے ہوا ہے۔
(تدلیس کا حکم) جسکے متعلق ثابت ہو جائے کہ وہ تدلیس کرتا ہے اسکی کوئی روایت مقبول نہیں۔ البتہ اگر اسکا ثقہ ہونا محقق
ہو تو وہ روایت مقبول ہے جسمیں اتصال سند کو بلفظ صریح سمعت یا اخبرنی وغیرہ سے بیان کرے۔
(تعلیق اور تدلیس کا فرق) تعلیق میں سقط واضح ہوتا ہے اور تدلیس میں خفی تعلیق صرف اختصاراً ہوتی ہے اور تدلیس بغرض فاسد بھی
(مرسل خفی) راوی اپنے شیخ کو حذف کرکے ایسے ہمعصر سے روایت کرے جس سے ملاقات نہ ہوئی ہو جیسے وہ مسلمان جنہوں نے

او (كانت المخالفة) بتقديم وتاخير (في اسماء الرواة او في متن الحديث) فالمقلوب + او بزيادة راوٍ فالمزيد في متصل الاسانيد + او (كانت المخالفة) بابداله (اي بابدال الراوي او المتن) ولا مرجح (لاحدى الروايتين على الاخرى) فالمضطرب وقد يقع الابدال (في المتن او الاسناد) عمداً امتحاناً + او (كانت المخالفة) بتغيير حرف او حروف مع بقاء (صورة الخط في) السياق فان كان

(المقلوب) جسکے رواۃ کے اسماء میں یا متن حدیث میں اُلٹ پھیر کر دیا جاوے۔

(المزید فی متصل الاسانید) جسکی سند میں وہم سے کسی راوی کا اضافہ کر دیا جائے مثلاً اصل سند یہ ہے زید حدثنا خالد حدثنا ولید۔ اسمیں بکر کا واسطہ بڑھا کر اسطرح کہا زید حدثنا بکر حدثنا خالد حدثنا ولید۔

(شرائط مزید) محل اضافہ میں سماعت کی تصریح ہو ورنہ اگر بلفظ عن مروی ہے جیسے عن خالد حدثنا ولید تو بکر کے اضافہ کو راجح قرار دیکر یوں کہینگے کہ پہلی سند منقطع تھی جس سے بکر ساقط ہو گیا اور یہ سند متصل ہو رہی ہے۔ نیز اضافہ میں وہم کا ہونا بھی کسی قرینہ سے متحقق ہو جائے ورنہ دونوں سندوں کا اتصال راجح قرار پائیگا کہ زید نے خالد سے بھی سنا اور خالد کے شاگرد بکر سے بھی سنا

(حدیث مضطرب) جسکی سند میں یا متن میں تغیر تبدل ہو اور اسمیں سے کسی کی ترجیح نہ ہو سکے ورنہ راجح کو مقبول اور مرجوح کو [illegible]

(اضطراب فی السند کی مثال) ایک راوی کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن محمد بن حریث عن جدہ حریث عن ابی ہریرۃ اور دوسرے کہتے ہیں عن اسمٰعیل ابی عمرو بن حریث عن ابیہ عن ابی ہریرۃ۔ تیسرے کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن محمد بن حریث عن ابیہ الخ۔ چوتھے کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن ابی عمرو بن حریث عن جدہ حریث الخ پانچویں کہتے ہیں عن اسمٰعیل عن حریث بن عمار الخ دیکھو اس سند میں اسمٰعیل ہی سے روایت کرنیمیں کسقدر اضطراب ہے۔

(اضطراب فی المتن کی مثال) فاطمہ بنت قیسؓ سے ترمذی میں حدیث مروی ہے ان فی المال حقا سوی الزکوٰۃ اور انہی سے ابن ماجہ میں مروی ہے لیس فی المال حق سوی الزکوٰۃ۔

(مضطرب کے وجوہ ترجیح) احفظ کو غیر احفظ پر ترجیح ہے اور جو تلمیذ اپنے شیخ کیساتھ زیادہ رہا ہو اسکو غیر پر ترجیح ہے

(امتحاناً تغیر تبدل) کسی کا امتحان لینے کیلئے کہ اسکو سند اور متن محفوظ ہے یا نہیں تغیر تبدل کرنا جائز ہے بشرطیکہ ضرورت سے فارغ ہوتے ہی اسکی اصلاح کر دیجائے جیسے امام بخاریؒ کے بغداد میں امتحان کی غرض سے دس علماء نے دس حدیثوں [illegible]

(تصحیف فی الالفاظ) جسمیں حرف کا تبدل صرف نقطوں کے ذریعہ ہو اور صورت بدستور باقی رہے جیسے

[illegible] سندیں بیان کیں۔

وانفرد (راوٍ) واحدٌ (بالرواية) عنه فهو مجهول العين او (سمى الراوى المنقل عنه اثنان فصاعدا ولم يوثق (احد) فهو مجهول الحال وهو المستور. ثم (السبب التاسع من اسباب الطعن) البدعة بمكفر او بمفسق (لان البدعة اما ان تكون مستلزمة للكفر او الفسق) فالاول لا يقبل (حديث) صاحبها الجمهور والثانى يقبل ما لم يكن (رواية) داعية (الى بدعته) فى (المذهب) الاصح الا ان روى (البدعى) ما يقوى بدعته فيرد على (المذهب) المختار وبه

نہیں تو ان کا عادل یا غیر عادل ہونا کیسے معلوم ہو۔

(تعدیل مبہم بھی قابل قبول نہیں) اصح مذہب یہ ہے کہ مبہم راوی کی روایت اگرچہ کوئی راوی اس کی تعدیل بھی کردے تب بھی قبول نہیں۔ اسلئے کہ راوی نے اپنے شیخ غیر مسمّٰی کی تعدیل محض اپنی تحقیق کیموافق کی ہے اور ممکن ہے کہ واقعہ اسکے خلاف ہو۔ ہاں ماہرین فن نقادین کی تعدیل قابل قبول ہے مثلاً امام مالک یا امام بخاری اسی بنا پر ثقہ تابعین کی مراسیل کو اور تعلیقات بخاری کو معتبر مانا گیا ہے۔

(مثقل حدیث کی اقسام) مجہول العین۔ مجہول الحال۔

(راوی مجہول العین) وہ مثقل حدیث ہے جس سے نام لیکر صرف ایکہی راوی نے روایت کی ہو۔

(راوی مجہول الحال) وہ مثقل حدیث ہے جس سے نام لیکر ایک سے زائد نے روایت کی ہو مگر کسی نے اسکی توثیق نہ (مستور راوی) بظاہر تو عبارت کا مطلب یہی ہے کہ مجہول الحال ہی کو مستور بھی کہتے ہیں مگر احتمال ہے کہ ھو کی ضمیر مجہول العین اور مجہول الحال ہر ایک کی طرف راجع ہو۔ اسلئے کہ مستور الحال دونوں ہیں۔

(حکم حدیث مجہول العین) مجہول العین کی حدیث قابل قبول نہیں لیکن اگر کسی نقاد نے اسکی توثیق کردی ہے تو قابل قبول ہوگی۔ یا اُن سے روایت کرنیوالے خود ثقہ ہوں اور وہ ہمیشہ ثقہ ہی سے روایت کیا کرتے ہوں (مستور الحال کی حدیث کا حکم) حضرت امام ابوحنیفہؒ و حمادؒ کا قول تو یہ ہے کہ ہم اپنی ناواقفیت کی وجہ سے مجہول الحال کی حدیث کو رد نہیں کرینگے جب تک کہ ہکو ان کا کوئی نقص معلوم نہ ہو جائے مگر جمہور کہتے ہیں کہ جب تک راوی مجہول الحال کا ثقہ ہونا معلوم نہ ہو جائے گا اسکی حدیث مقبول نہ ہو گی۔

(بدعت کی اقسام) اول مستلزم کفر جس سے کفر لازم آتا ہو مثلاً حضرت علی میں حق تعالےٰ کے حلول کرنیکا عقیدہ اور

ثم الاسناد (سلسلة الرواة) اما ينتهي الى النبي صلى الله عليه وسلم تصريحًا او حكمًا من قوله صلى الله عليه وسلم او فعله او تقريره او (ينتهي) الى الصحابي (رضي الله عنه) كذلك وهو (اي الصحابي) من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنًا ومات على الاسلام ولو تخللت الردة في (المذهب) الاصح او (ينتهي) الى التابعي وهو من لقي الصحابي كذلك (اي مومنًا ومات الخ) فالاول (هو) المرفوع والثاني

مستور اور مرسل اور مدلس بھی حسن لغیرہ ہوجاتی ہے جبکہ ان کا کوئی متابع ملجائے۔

(فائدہ) ان سب کے حسن ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اسمیں راوی ہی کیوجہ سے نقصان آیا تھا لہٰذا جب کوئی دوسرا راوی بشرطیکہ اس سے ادنیٰ نہ ہو اسکا متابع مل گیا تو وہ نقصان دور ہوگیا۔ اور اس تقویت کیوجہ سے وہ ضعیف حدیث حسن لغیرہ بن گئی یعنی وہ حدیث خود تو حسن نہیں ہے لیکن اس مجموعہ متابع اور متابَع کیوجہ سے حسن ہوگئی ہے۔ جیسے ایک دھاگا اکیلا کمزور ہوتا ہے مگر جب کئی دھاگے باہم ملجاتے ہیں تو وہ مضبوط ڈورا بنجاتا ہے۔ پھر جب اسکے ساتھ اور بہت سے مل جاتے ہیں تو وہ مضبوط رسّی بلکہ نہایت مضبوط رسّا ہوجاتا ہے۔

(حسن لغیرہ اور ضعیف کی مختصر تعریف) یہ ہے کہ جسمیں صحیح کے تمامی شرائط معتبرہ میں سے ایک بھی موجود نہو یا بعض ہوں اور بعض نہوں تو وہ حدیث ضعیف ہے اور جب ضعیف کے طرق روایت متعدد ہوجائیں کہ انسے اس ضعف کی تلافی ہوجائے

(صحابی کی تعریف) صحابی وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر انکا خاتمہ ہوا ہو۔ اگر نعوذ باللہ درمیان میں مرتد ہوکر دوبارہ مسلمان ہوگئے تو امام شافعیؒ کے نزدیک وہ بدستور صحابی کہلائینگے مگر امام مالکؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جبتک دوبارہ اسلام لانیکے بعد ملاقات نبویہ حاصل نہو انکو صحابی نہ کہیں گے۔ مصنفؒ نے اول مذہب کو اصح کہا ہے۔

(تابعی کی تعریف) تابعی وہ ہیں جنکو کسی صحابی سے بحالت ایمان ملاقات حاصل ہوئی ہو اور اسلام ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہوئی ہو۔ اسمیں بھی مسئلہ ارتداد کے اندر وہی اختلاف ہے جو صحابی

(تبع تابعی) وہ ہیں جنکو صرف تابعی سے بحالت ایمان ملاقات حاصل ہوئی ہو۔

(حدیث مرفوع) جسمیں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا اظہار ہو۔

حدیث حسن لغیرہ بنجاتی ہے

تابعی

(ہو) الموقوف والثالث (ہو) المقطوع ومن دون التابعی (من اتباع التابعین فمن بعدہم) فیہ (ای فی تسمیتہ بمنتہی الیہم) مثلہ (ای مثل ما ینتہی الی التابعی) + فالحاصل ان ما ینتہی الی التابعی او من بعدہ فہو المقطوع) ویقال للاخیرین (ای للموقوف والمقطوع) الاثر والمسند (ہو) مرفوع صحابی بسند ظاہرہ الاتصال فان قل عددہ (عدد رواۃ السند فہو عالٍ) فاما ینتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او (ینتہی) الی امام ذی صفۃ علیۃ کشعبۃ (ہو امیر المحدثین) فالاول العلو المطلق والثانی النسبی

(تقریر) کے معنی برقرار رکھنا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کوئی کام ہوا یا کوئی بات کہی گئی اور آپنے اس سے روکا نہیں۔ یا آپکے زمانہ میں کوئی کام ہوا اور آپنے باوجود اطلاع کے اس سے منع نہیں فرمایا تو یہ حدیث تقریری
(حدیث موقوف) صحابیؓ کا قول یا فعل یا تقریر بیان کیا گیا (مع تفصیل مذکور کے)
(حدیث مقطوع) تابعی یا تابعی کے بعد والے کا قول یا فعل یا تقریر (مع تفصیل مذکور کے)۔۔
(اثر) موقوف اور مقطوع کو اثر بھی کہتے ہیں اور بعض علماء ہر حدیث کو اثر کہتے ہیں۔
(مسند حدیث) وہ مرفوع حدیث ہے جو کسی صحابیؓ سے ایسی سند کیساتھ مروی ہو جو بظاہر متصل ہو لہذا انقطاع خفی بھی مسند میں شامل ہے اور بعض کے نزدیک ہر متصل خواہ موقوف ہو یا مقطوع مسند کہلاتی ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہر مرفوع حدیث مسند کہلائے گی — خواہ مرسل ہو یا معضل یا منقطع۔
(اقسام سند) عالی و مساوی و نازل ہیں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں مطلقاً اور نسبتاً جب ایک حدیث کی کئی سندیں (عالی، مساوی، نازل) ہوں تو جسمیں رواۃ کی تعداد کم ہوگی وہ عالی ہے۔ اور جسمیں تعداد زائد ہوگی وہ نازل ہے اور جسمیں برابر ہے
(سند میں علو و نزول اب بھی ہوتا ہے) جسطرح حضرات محدثین مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رواۃ کی قلت تعداد سے علو سند اور کثرت تعداد سے نزول ہوتا ہے اسیطرح ہمارے اور ان محدثین کے مابین رُواۃ و اساتذہ کی قلت تعداد اور کثرت تعداد سے علو اور نزول ہوتا ہے پس جسطرح مصنفین کتب احادیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تعداد رواۃ کی قلت ہو تو اسکو علو مطلق اور کثرت ہو تو نزول مطلق کہتے ہیں اسیطرح ہمارے اور مصنفین کے درمیان اگر قلت اور کثرت ہو تو اسکو علو نسبی اور نزول نسبی کہتے ہیں
(اقسام علو نسبی) موافقت۔ بدل۔ مساوات۔ مصافحہ۔

وفیه (الی النبی) الموافقة وهی الوصول الی شیخ احد المصنفین (للصحاح الستة وغیرها) من غیر طریقه وفیه البدل وهو الوصول الی شیخ شیخه کذلك وفیه المساواة وهو استواء عدد الاسناد من الراوی الی آخره مع اسناد احد المصنفین وفیه المصافحة وهی الاستواء (فی عدد الراوی) مع تلمیذ ذلك المصنف

(موافقت مع المصنف والبدل) اگر کوئی راوی مصنف حدیث کے سلسلہ سند کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ سند کے ذریعہ مصنف کے شیخ تک پہنچا تو یہ مصنف کے ساتھ موافقت کہلائیگی۔ اسیطرح مصنف اور مصنف کے شیخ کے سلسلہ سند کے علاوہ اگر مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچا تو اسکا نام بدل ہوگا۔ مثلاً بخاری ایک حدیث روایت کرتے ہیں "عن قتیبة عن مالک" پس اگر ہم اپنے شیخ کی سند سے روایت کریں اور یہ سلسلہ قتیبہؒ تک بلاتوسط بخاری کے پہنچائیں تو یہ بخاریؒ کی موافقت کہلائیگی۔ اور اگر بلاتوسط بخاریؒ و قتیبہؒ کے ہماری سند کا سلسلہ امام مالکؒ تک پہونچ جائے تو اسکا نام بدل ہے۔

(موافقت اور بدل کا اطلاق) اکثر عالی درجہ پر ہوتا ہے۔ مساوی اور نازل پر بہت کم۔ موافقت و بدل کے سلسلہ میں جب رواۃ کی تعداد کم ہوتی ہے تو عالی مرتبہ ہوتے ہیں۔ زائد ہوتی ہے تو نازل اور اگر مساوی ہوتی ہے تو مساوی مرتبہ

(مساوات) یہ ہے کہ ہم اور مصنف دونوں دربارہ وسائط رواۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر ہوں۔ مثلاً مصنف کسی حدیث کو روایت کرتے ہیں تو انکے سلسلہ سند میں سات راوی ہیں۔ اور بلاتوسط مصنف ہماری روایت کے سلسلہ میں بھی سات ہی راوی ہیں تو ہمارے اور مصنف کے درمیان مساوات ہوگئی۔

(مصافحہ) یہ ہے کہ ہم اور تلمیذ مصنف نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک درمیانی راویوں میں برابر ہوجائیں پس جبکہ ہم کسی مصنف کے تلمیذ کی مساوات میں آگئے تو گویا مصنف سے ہماری ملاقات اور مصافحہ ہوگیا۔

(فائدہ) ہر خبر کی صحت کیلئے چونکہ رواۃ کی ثقاہت محقق کرنیکی ضرورت ہے۔ اسلئے درمیانی راوی جتنے ہونگے اسیقدر صحت کی تحقیق میں دشواری پیش آنیکے سبب کمی ہوگی۔ لہذا حدیث شریف کی سند میں جسقدر راوی کم ہونگے اسیقدر وہ اصح اور عالی سند ہوگی یہی وجہ ہے کہ بخاری شریف میں ثلاثیات کا اور مؤطا مالک میں ثنائیات کا مرتبہ

(علو کا انتہائی مرتبہ) یہ ہے کہ جیسے عالی میں رواۃ کی تعداد کم ہے ویسے ہی تمام رواۃ ثقہ بھی ہوں۔ اگر

ویقابل العلوّ باقسامه النزولُ ۔ فان تشارك الراوی ومن روی عنه فی السن والعمر والُّلقی (الاخذ عن الشیخ) فهو الاقران (ای روایة القرین عن القرین) فان روی كل واحد منهما (من القرین) عن الآخر فالمُدَبَّجُ وان عمن دونه فالاكابر عن الاصاغر ۔ ومنه (روایة) الآباء عن الابناء وفی عكسه كثرةٌ ومنه من روی عن ابیه عن جدّه ۔ وان اشترك (فی الروایة) اثنان عن شیخ (واحد) وتقدم موت احدهما فهو (ای من تقدم موته) السابق و(من تاخر موته فهو) اللاحق ۔

نازل کے رواۃ زیادہ ثقہ ہونگے توپھر باعتبار صحت کے نازل ہی عالی مرتبہ ہوجائیگی۔

(تنبیہ ۵) موضوع حدیث یا موضوع سند چونکہ بے اصل ہی لہذا کسی شمار میں نہیں بلکہ غلط اور بیکار محض ہے

(فائدہ) جس طرح عالی کے مختلف مراتب ہیں اسی نسبت سے نازل کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ کیونکہ عالی مقابل ہی

(روایۃ القرین) اگرراوی اور مروی عنہ قرین یعنی ہم عمر ہوں یا ایک استاد کے شاگرد ہوں تو اس روایت کو روایۃ القرین کہتے ہیں۔ یعنی ہم عمر وہم زمانہ کی روایت اپنے مثل سے ۔

(روایۃ مُدَبَّج[1]) یہ ہی کہ ہر ایک قرین (ہم عصر یا استاد بھائی) اپنے دوسرے قرین سے روایت کرے ۔

(فائدہ) روایت مُدبَّج خاص ہی اور روایت قرینین عام ۔ اسلئے کہ مدبَّج کا ہر ایک جانب سے روایت ہونا لازمی ہی اور قرینین میں ایک ہی جانب سے روایت کافی ہے ۔

(روایت الاکابر عن الاصاغر) اکبر[2] اپنے اصغر سے روایت کرے ۔ آبار کا اپنی اولاد سے روایت کرنا یا شیخ کا اپنے تلمیذ سے یا صحابیؓ کا تابعی سے روایت کرنا اسی قبیل سے ہی ۔

(روایت الاصاغر عن الاکابر) سابق کا عکس یعنی اصغر اپنے اکبر سے روایت کرے ۔ اسکا وقوع بہت کثیر ہی اور عن ابیہ عن جدہ کی روایت بھی اسی میں داخل ہی ۔

(سابق اور لاحق) ایک شیخ کے دو شاگرد ہیں جو شیخ سے روایت کرنے میں شریک ہیں ۔ پس ان میں سے جسکا اول انتقال ہو وہ سابق کہلاتا ہی ۔ اور جسکا بعد میں انتقال ہو وہ لاحق کہلاتا ہی ۔

(سابق اور لاحق کی درمیانی مدت) ایکسو پچاس[۱۵۰] تک پائی جاتی ہی ۔ چنانچہ ابو علی اور ابو القاسم دونوں نے

[1] ۔ مدبج = دِیباجتی الوجہ (چہرہ کے ہردو رخسار) سے مشتق ہے ۔ ۱۲

[2] ۔ یہ اصغر اکبر ہوتا عام ہے خواہ بلحاظ عمر ہو خواہ علم وضبط کے اعتبار سے ۔ ۱۲

وان روى (الراوى) عن اثنين متفقى الاسم ولم يتميزا (بما يخص كلا منهما) فباختصاصه (اى الراوى) باحدهما يتبين المهمل - وان جحد الشيخ مرويه جزما رد (ذلك المروى) او (ان جحد) احتمالا قبل فى (المذهب) الاصح و (صنف) فيه (الدارقطنى كتابا اسمه) من حدث ونسى + وان اتفق الرواة (فى اسناد من الاسانيد) فى صيغ الاداء او غيرها من الحالات (القولية والفعلية) فهو المسلسل +

حافظ سلفی سے حدیث سُنی ہی اور ابو علی کا انتقال سنہ ۵۰۰ھ میں ہوا ہی اور ابو القاسم کا سنہ ۶۵۰ھ میں۔
(لاحق اور سابق کی معرفت کا فائدہ) لاحق سے علو سند حاصل ہوتی ہی۔ اور تدلیس کا شبہ بھی جاتا رہتا ہے اسلئے کہ سابق کے سلسلہ میں جو واسطہ ہوتا ہے وہ ممکن ہی لاحق کے سلسلہ میں نہو۔
(ہمنام رُواۃ اور اُنمیں امتیاز) ہمنام ہونیکی وجہ سے جو رواۃ غیر ممتاز ہوں اُنکو مہمل کہتے ہیں۔ اگر وہ سب ثقہ ہوں تو اُنمیں امتیاز کی زیادہ ضرورت نہیں۔ البتہ اگر ثقہ اور غیر ثقہ دونوں مشترک ہوں تو پھر اُنمیں امتیاز کی لامحالہ ضرورت ہی۔
(اسباب امتیاز) نسب (اب وجد وغیرہ) نسبت (قبیلہ وپیشہ وغیرہ) لقب کنیت وغیرہ سے راوی کو ممتیز کیا جائیگا۔ اگر امور مذکورہ سے امتیاز نہو سکے تو پھر راوی کو جس شیخ کیساتھ خصوصیت ہوگی اس سے روایت سمجھی جائیگی۔ اگر خصوصیت بھی سب کے ساتھ برابر ہو تو پھر قراین اور ظن غالب سے امتیاز ہوگا۔
(اُستاد کا کسی حدیث کیمتعلق انکار) ایک حدیث شیخ سے روایت کیجا رہی ہی اور شیخ اس سے یقینی طور پر منکر ہے تو یہ کہ میں نے بیان نہیں کی) حدیث قابل عمل نہیں۔ اور اگر بصورت شک واحتمال منکر ہی تو اصح مذہب یہ ہے کہ وہ حدیث مقبول ہوگی بشرطیکہ اسکا روایت کرنیوالا ثقہ ہو۔ لہذا قوی احتمال یہی ہوگا کہ شیخ نے ضرور روایت کی ہوگی مگر بھول گئے۔ کیونکہ راوی ثقہ ہی۔ دارقطنی رحمہ اللہ نے اسمیں مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام من حدث و نسی ہی۔ اسمیں اُن شیوخ کا بیان ہی جنہوں نے حدیث بیان کی اور پھر بھول گئے۔
(حدیث مسلسل) وہ ہی جسکو سلسلہ سند کے تمام رواۃ ایک ہی صیغہ لفظ سے بیان کریں۔ یا بیان کرتے وقت حالت قولیہ اور فعلیہ سبکی ایک ہو۔ یا صرف حالت قولیہ یا صرف حالت فعلیہ متحد ہو۔
(وحدت صیغہ کی مثال) ہر ایک راوی ابتدا سند سے آخر تک حدثنا یا سمعت یا قال فلان کہے۔

وصیغ الاداء (کثیر لکن مراتبہا ثمانیۃ اولہا) سمعت وحدثنی۔ ثم (الثانیۃ) اخبرنی وقرأت علیہ ثم (الثالثۃ) قرئ علیہ (ای الشیخ) وانا اسمع ثم (الرابعۃ) انبأنی ثم (الخامسۃ) ناولنی ثم (السادسۃ) شافہنی (بالاجازۃ) ثم (السابعۃ) کتب (الشیخ) الیّ (بالاجازۃ) ثم (الثامنۃ) عن ونحوھا فالاولان (اعنی سمعت وحدثنی) لمن سمع وحدہ من لفظ الشیخ فان جمع (الراوی ای اتی بصیغۃ الجمع کحدثنا وسمعنا) فمع (اشتراک) غیرہ واولہا (ای سمعت) اصرحہا

(حدیث قولیہ وفعلیہ کی مثال) انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ لا یجد العبد حلاوۃ الایمان حتی یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ قال (انس) وقبض رسول اللہ صلعم علی لحیتہ قال آمنت بالقدر" پس اس حدیث کو بیان کرتے وقت ہر ایک راوی نے اسیطرح اپنی داڑھی کو پکڑا اور کہا آمنت بالقدر۔
(حدیث قولیہ کی مثال) انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ انی احبك فقل فی دبر کل صلوۃ اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك پس ہر ایک راوی نے بھی اسکی روایت کرتے وقت اسیطرح کہا۔
(حدیث فعلیہ کی مثال) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شبک بیدی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم وقال خلق اللہ الارض یوم السبت" پس ہر ایک راوی نے بھی اس حدیث کو اسیطرح اپنے تلمیذ کے ہاتھ میں تشبیک کرکے روایت کیا۔
(فائدہ) آجکل کی مروجہ صورت کہ تلمیذ پڑھتا ہی اور شیخ سنتا ہی زمانہ سابق میں نادر و کمیاب تھی بلکہ صورت یہ تھی کہ شیخ حدیث سُناتا تھا اور سب شاگرد اسکو سُنتے اور پھر روایت کرتے تھے اسکے علاوہ اور بھی کئی صورتیں تھیں جنکا بیان (حدیث شریف کے بیان کرنیکے الفاظ) بہت ہیں لیکن انکے مراتب آٹھ ہیں (۱) سمعت وحدثنی۔ (۲) اخبرنی وقرأت علیہ (۳) قرئ علی الشیخ وانا اسمع (۴) انبأنی (۵) ناولنی (۶) شافہنی (۷) کتب الی الشیخ یعنی شیخ نے اپنی سند سے روایت کرنیکی مجھکو اجازت لکھدی (۸) عن قال وذکر وروی۔
(تنبیہ) تلمیذ نے جبکہ بلا اشتراک تنہا شیخ سے سُنا ہو تو "سمعت یا حدثنی" واحد کا صیغہ کہتا ہی اور اشتراک کی صورت میں سمعنا یا حدثنا جمع کا صیغہ۔ اسیطرح جب تنہا تلمیذ اپنے شیخ کو سنائے تو "اخبرنی یا قرأت علیہ" (واحد کا صیغہ) کہیگا۔ اور اشتراک کی صورت میں "اخبرنا یا قرأنا علیہ (جمع کا صیغہ) کہیگا۔
(سماع کا مرتبہ) یعنی سمعت سب پر فائق ہی اسلئے کہ سماع کے صیغہ سے صراحۃً بذاتہٖ سُننا ثابت ہوتا ہی۔

انی احبک فقل

شیخ کا پڑھنا

ف۵ - یہ واؤ محض عطف کے لئے ہی اور "ثم" عطف اور ترتیب دونوں کے لئے ہے۔ ۱۲
ف۵۲ - یہ صیغے کبھی کبھی تنہا سماعت کے لئے بھی بولے جاتے ہیں۔ ۱۲

(فی الدلالۃ علی السماع بلا واسطۃ) وارفعہا (قدراً ما یقع) فی الاملاء والثالث (اعنی اخبرنی)
کالرابع (اعنی قرأت علیہ) لمن قرأ (علی الشیخ) بنفسہ (الا باشتراک غیرہ) فان جمع
(ای بضمیر الجمع مثل اخبرنا وقرأنا علیہ) فہو کالخامس (ای کقرئ علیہ وانا اسمع) والانباء بمعنی
الاخبار الا فی عرف المتاخرین فہو (عندہم) للاجازۃ کعن ۰ وعنعنۃ المعاصر
محمولۃ علی السماع الا من المدلس وقیل یشترط (فی حملہا علی السماع) ثبوت
لقائہما (ای الراوی والمروی عنہ) ولو مرۃ (واحدۃ) وھو (المذہب) المختار و
اطلقوا (مجازاً) المشافہۃ فی الاجازۃ المتلفظ بہا و (کذا اطلقوا) المکاتبۃ
فی الاجازۃ المکتوب بہا واشترطوا فی صحۃ الروایۃ

سننے کے ساتھ ہی ساتھ جبکہ راوی شیخ کے سنتے ہوئے الفاظ لکھ بھی لے تو یہ سماع زیادہ بلند مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔
(انباء) اخبار کے ہم معنی ہے لیکن متاخرین کے عرف میں عن کیطرح اجازت کیلئے ہے۔
(عنعنہ اور معنعن) عن کے ذریعہ روایت کرنیکا نام عنعنہ ہے اور جو حدیث عن کے ذریعہ روایت کیجائے وہ معنعن کہلاتی ہے۔
(عنعنہ کا حکم) روایت عنعنہ دو شرطوں سے سماع پر محمول کیجاتی ہے۔ راوی اور مروی عنہ میں معاصرت ہو یعنی دونوں کا زمانہ ایک ہو۔ دوم راوی مدلس نہ ہو۔ امام بخاریؒ معاصرت کیساتھ باہمی ملاقات کو بھی شرط کہتے ہیں۔ سماع کیلئے صرف معاصرت کافی نہیں اور یہی مذہب پسندیدہ ہے۔
(فائدہ) قال لنا اور ذکر لنا اگر لنا کیساتھ آئے تو سماع پر دلالت ہوگی مگر وہ سماع جو تذکرہ کے طور پر ہو جبکہ بیان حدیث ...
(اجازت) یہ ہے کہ شیخ اپنی سند سے روایت کرنیکی اجازت دیدے خواہ اس سے سنا ہو یا نہیں۔
(مشافہہ) منہ در منہ گفتگو کرنے کو کہتے ہیں۔ اور محدثین کی اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں کہ شیخ اپنی زبان سے روایت کرنے کی اجازت دیدے۔
(مکاتبہ) اسکو کہتے ہیں کہ شیخ روایت کرنیکی تحریری اجازت دے مگر متقدمین کے نزدیک مکاتبہ یہ ہے کہ شیخ حدیث کو لکھکر طالب کو پہنچادے خواہ روایت کی اجازت دے یا نہ دے۔

بالمناولۃ اقترانہا بالاذن بالروایۃ وھی ارفع انواع الاجازۃ وکذا
اشترطوا (للروایۃ) الاذن (بالروایۃ) فی الوجادۃ والوصیۃ بالکتاب و (کذا اشترطوا
الاذن) فی اعلام والافلاعبرۃ بذالك کالاجازۃ العامۃ و (کذا لاتعتبر الاجازۃ) للمجھول

(مناولت) شیخ اپنی اصل کتاب یا نقل طالب کو دیدے یا طالب شیخ کی اصل کتاب شیخ کے روبرو پیش کرے اور ہر صورت میں شیخ کہدے کہ میں اسکو فلاں سے روایت کرتا ہوں اور میں نے تجھکو اپنے سے اسکی روایت کرنیکی اجازت دی۔ طالب کا اصل یا نقل پر قبضہ بھی ہونا چاہئے تاکہ وہ اس سے نقل کر کے مقابلہ بھی کرلے۔ اور یہ صورت اجازت کی سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔

(وجادت) یہ ہے کہ کوئی حدیث لکھی ہوئی ملگئی اور طرز تحریر سے یا دستخط سے یا شہادت وغیرہ سے یقین ہوگیا کہ فلاں کی تحریر ہے (وجادت کے ذریعہ روایت) اس صورت سے ہوسکتی ہے کہ یوں کہے فلاں نے یہ لکھا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی اور لفظ کہے۔ اخبرنی نہیں کہسکتا۔ ہاں اگر کاتب نے روایت کی اجازت دیدی ہو تو ایسا کہنا جائز ہے۔

(وصیۃ بالکتاب) شیخ وصیت کردے کہ میری لکھی ہوئی کتاب فلاں کو دیدی جائے۔
(وصیۃ کے ذریعہ روایت) جائز ہے بشرطیکہ موصی نے موصی لہٗ کو روایت کی اجازت بھی دیدی ہو۔ اور بعض علماء اسکو بلاشرط جائز کہتے ہیں۔
(اعلام) شیخ طالب کو بتلادے کہ میں فلاں کتاب کو فلاں سے روایت کرتا ہوں۔
(اجازت عامہ اور اس سے روایت) یہ ہے کہ شیخ کہدے میں نے اپنے سے روایت کرنیکی اجازت فلاں جماعت کو دی یا تمام مسلمانوں کو دی۔ اجازت عامہ سے روایت معتبر نہیں۔
(اعلام کے ذریعہ روایت) جائز ہے بشرطیکہ شیخ نے روایت کی اجازت بھی دیدی ہو۔
(اجازت للمجھول) یہ ہے کہ شیخ کسی نامعلوم شخص کو روایت کی اجازت دے۔ مثلاً کہے کہ میں نے طالب کو یا ثقہ کو اجازت دی۔ یا کسی مسمّٰی کو اجازت دے لیکن وہ مسمّٰی اپنے ہم ناموں کے اشتباہ کی وجہ سے غیر معلوم ہوجائے۔ مثلاً کہے کہ میں نے زید کو اجازت دی درانحالیکہ زید کئی آدمیوں کا نام ہے۔
(اجازت بالمجھول) یہ ہے کہ شیخ کسی غیر معلوم روایت کی اجازت دے۔ مثلاً کہے کہ میں نے تمکو حدیث کی کتاب کی یا اپنی بعض مسموعات کی اجازت دی اور وہ کتاب اور بعض مسموعات کسی صورت سے بھی معلوم اور متعین نہ ہوئے ہوں۔

و (لا) للمعدوم على الاصح فى جميع ذلك (من الاجازة العامة والاجازة للمجهول و بالمجهول وللمعدوم) ثم الرواة ان اتفقت اسماءهم واسماء آبائهم فصاعدًا (اى فاسماء اجدادهم ايضا اتفقت) واختلفت اشخاصهم فهو (اى هذا النوع يقال له) المتفق (فى اللفظ) والمفترق (فى الاشخاص) وان اتفقت الاسماء خطًا واختلفت نطقًا فهو المؤتلف (خطا) والمختلف (نطقا) وان اتفقت الاسماء (خطا ونطقا) واختلفت (اسماء الآباء نطقا مع ائتلافهما خطا) او بالعكس فهو المتشابه وكذا ان وقع الاتفاق فى الاسم والاب والاختلاف فى النسبة + ويتركب منه (اى من المتشابه) ومما قبله (من المؤتلف والمختلف) انواع منها ان يحصل الاتفاق او الاشتباه (فى اسم الراوى واسم الاب مثلا) الا فى حرف او حرفين

(اجازت للمعدوم) یہ ہے کہ شیخ کسی غیر موجود شخص کو اجازت دے مثلاً کہے کہ فلاں بچہ کو جو پیدا ہوگا میں نے اجازت دی۔ (اجازت مذکورہ سے روایت کرنا) اصح مذہب یہ ہے کہ انمیں سے کسی صورت میں بھی روایت کرنا جائز نہیں البتہ بعض حضرات نے معدوم کی صورت میں اجازت کو جائز رکھا ہے۔

(المتفق و المفترق) وہ راوی جنکے نام مع ولدیت کے یکساں ہوں جیسے خلیل۔ دو ہیں ایک سنی اور دوسرے سنجری مگر نام یکساں ہے اور دونوں کی کنیت بھی ابوسعید ایک ہی ہے۔

(المؤتلف و المختلف) یعنی وہ راوی جنکے نام کتابت میں یکساں ہیں مگر تلفظ میں مختلف کیونکہ بلحاظ کتابت مؤتلف یعنی متفق ہیں اور بلحاظ تلفظ مختلف ہیں جیسے عَقیل (بفتح العین و کسر القاف) اور عُقَیل (بضم العین و فتح القاف)

(رواۃ متشابہ) یعنی وہ ہمنام راوی جنکی ولدیت تلفظ میں مختلف ہو اور کتابت میں متفق جیسے محمد بن عَقیل (نیشاپوری) اور محمد بن عُقَیل (فریابی) یا بالعکس ہو کہ ولدیت متفق ہو مگر اصل نام تلفظ میں مختلف ہوں اور کتابت میں متفق جیسے شُریح بن النعمان (تابعی) اور سُریج بن النعمان (شیخ امام بخاری)

(فائدہ) متشابہ اور مؤتلف و مختلف سے ملکر کئی قسمیں ہوجاتی ہیں۔ (۱) خود رواۃ اور انکے آباء ہم نام ہوں لیکن صرف ایک یا دو حرف سے ہم نامی یا اشتباہ زائل ہوجائے جیسے محمد بن سنان اور محمد بن سیار پس راوی تو ہم نام ہیں اور ولدیت میں ن اور ی کے فرق سے اتحاد بھی جاتا رہا اور پھر ن اور ر کے فرق سے اشتباہ بھی رفع ہوگیا

او (یحصل الاتفاق فی الکتابة والنطق لکن یحصل الاختلاف او الاشتباه) بالتقدیم والتاخیر (فی الاسمین) او نحو ذلك (کان یقع التقدیم والتاخیر مثلاً فی الاسم الواحد فی بعض حروفه)۔
(خاتمة) ومن المهم معرفة طبقات الرواة و (اوقات) موالیدهم ووفیاتهم و بلدانهم واحوالهم تعدیلاً وتجریحاً وجهالة، وللجرح مراتب اسوءها (ای اسوء مراتب الجرح) الوصف بافعل (التفضیل) کاکذب الناس ثم دجّال او وضّاع او کذّاب و اسهلها (ای اسهل مراتب الجرح قولهم فلان) لیّن او سیّئ الحفظ او فیه مقال (ومن المهم معرفة) مراتب التعدیل وارفعها الوصف بافعل (التفضیل) کاوثق الناس ثم ما تاکّد بصفة او صفتین (من الصفات الدالة علی التعدیل) کثقة ثقة او ثبت

---

(۲) راویوں کے نام اور ولدیت ایک ہی لیکن تقدیم وتاخیر سے اختلاف یا اشتباہ ہو جیسے مسلم بن ولید اور ولید بن مسلم (۳) راویوں کے نام اور ولدیت ایک ہی لیکن صرف ولدیت کے حروف میں تقدیم وتاخیر سے اختلاف یا اشتباہ ہو جیسے ایوب بن سیار اور ایوب بن یسار۔

(خاتمہ) رواۃ کے متعلق امور ذیل کا معلوم کرنا ضروری اور اہم ہے:۔

اول طبقات۔ مثلاً اسلام کے قبول کرنے میں تقدیم وتاخیر یا عمر کی کمی بیشی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا صحابہؓ یا شیوخ کے ساتھ صحبت میں قلت وکثرت وغیرہ کہ ان امور کی وجہ سے رواۃ کے طبقات ومراتب میں فرق آجاتا ہے دوم رواۃ کی پیدائش اور وفات کی تواریخ۔ سوم رہنے کے شہر اور وطن چہارم تعدیل وجرح اور جہالت کے اعتبار سے رواۃ کے حالات۔ پنجم جرح کے مراتب کہ کس قسم کی ہے اور اس جرح کے ہوتے ہوئے حدیث مقبول ہے یا نہیں۔ (اسکی تفصیل اسباب طعن میں از صفحہ ۱۔۔ تا صفحہ ۱۔۔ مذکور ہو چکی ہے)

(جرح کے مراتب) اعلیٰ مرتبہ جرح کا یہ ہے کہ ماہر فن حدیث کسی کے متعلق اسم تفضیل کا صیغہ اکذب الناس کہے پھر اسکے بعد دجال کہنے کا مرتبہ ہے۔ پھر وضاع یا کذاب۔ اور ادنیٰ مرتبہ جرح کا یہ ہے کہ نقاد حدیث کہیں فلاں لین (نرم) ہے روایت میں محتاط نہیں یا کہیں برے حافظہ کا ہے یا کہیں کہ اسکے بارہ میں کلام ہے۔

(تعدیل کے مراتب) تعدیل اعلیٰ مرتبہ کی یہ ہے کہ نقاد فن اسم تفضیل کا صیغہ اسکے لئے بیان کریں۔ مثلاً

ثبت اوثقة حافظ وادناها ما اشعر بالقرب من اسهل التجريح كشيخ (ويروى حديثه ويعتبر به ونحو ذلك) ÷ وتقبل التزكية من عارف باسبابها ولو من واحد على الاصح والجرح مقدم على التعديل ان صدر (الجرح) مبيّنًا من عارف باسبابه فان خلا المجروح عن التعديل قُبل (الجرح) مجملًا على المختار (فصل) و (من المهم) معرفة كنى المسمين و (معرفة) اسماء المكنّين و (معرفة) من اسمه كنيته و (معرفة) من اختلف فى كنيته و (معرفة) من كثرت كناه او (كثرت) نعوته و (معرفة) من وافقت كنيته اسم ابيه او بالعكس او (وافقت) كنيته كنية زوجته

فلاں اوثق الناس ہی۔ پھر دوسرا درجہ یہ ہی کہ ایک صفت سے یا دو سے تاکید ہو جیسے فلاں ثقہ ہی ثقہ ہی یا ثبت ہی ثبت ہی۔ یا ثقہ ہی حافظ ہی۔ اور ادنٰی مرتبہ تعدیل کا وہ ہی جس سے جرح کے ادنٰی مرتبہ کے قریب ہونا معلوم ہو جیسے فلاں شیخ "یا یہ کہ اسکی حدیث روایت کیجاتی ہی۔ یا اسکا اعتبار کیا جاتا ہی (فائدہ) واضح رہے کہ تعدیل اور جرح کے اسباب سے جو شخص پوری طرح واقف ہوگا اُسیکا تزکیہ دتحقیق حال معتبر ہوگا اصح مذہب ہی کہ صرف ایک ماہر کا تزکیہ بھی قبول ہوگا اور بعض کے نزدیک عدد شہادت کیموافق (جرح مبین تعدیل پر مقدم ہی) جب راوی میں کوئی جرح بھی پائی جائے۔ اور اسکی کوئی تعدیل بھی کرے تو جرح مقدم ہوگی تعدیل پر بشرطیکہ جرح بین وظاہر ہو مجمل یا مبہم نہ ہو اور واقف کار کی جرح ہو۔ اور اگر مجروح راوی کی تعدیل کسی نے نہیں کی تو مذہب مختار یہ ہے کہ جرح غیر بین بھی مقبول ہی اور بعضے اسمیں توقف کرتے ہیں فصل = رواۃ کے اسماء اور کنیتوں اور القاب و صفات کا جاننا بھی ضروری ہی۔ اسلئے کہ بعض نام ہی سے مشہور ہیں۔ اور بعض کنیت سے اور بعض کی نسبت ہی نام ہی اور بعض کی کنیتیں یا صفات یا القاب بکثرت ہیں۔ اور بعض کی کنیت باپ کے نام پر ہے جیسے ابراہیم بن اسحٰق (ربیع تابعی) کی کنیت ابو اسحٰق ہے یا بالعکس جیسے اسحٰق بن ابی اسحٰق السبیعی اور بعض کی کنیت انکی بی بی کی کنیت کیموافق ہے جیسے بعض کے شیخ اور باپ کا نام ایک ہوتا ہی جیسے ربیع بن انس کہ شیخ کا نام بھی انس ہے۔ بعض غیر باپ کیطرف

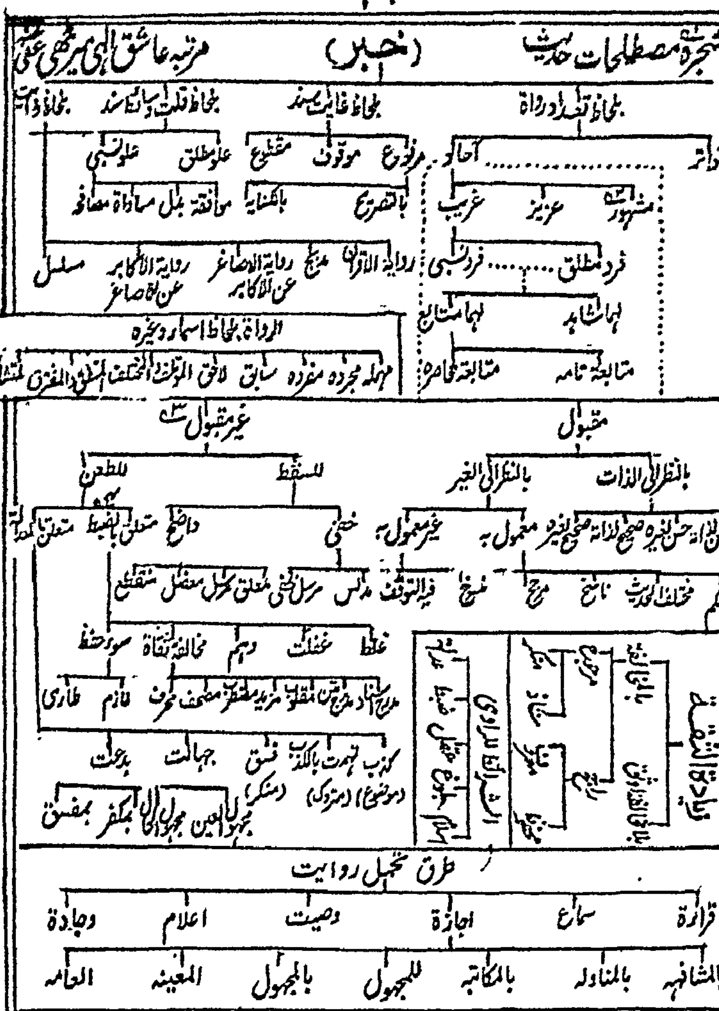
[illegible]

ویقع فیها (ای فی الانساب المذکورة) الاتفاق والاشتباه کالاسماء (مثل الحنفی فهو کما نسب
الی صاحب المذهب ابی حنیفة رحمه الله تعالی کذلک الی قبیلة من بنی حنیفة فحصل فیه الاتفاق فی
اللفظ والکتابة معًا والاشتباه فی النسبة) وقد تقع (ای الانساب) القابًا ۔ و (من المهم
معرفة) اسباب ذلک (الالقاب والنسب التی باطنها علی خلاف ظاهرها) وکذا (من المهم)
معرفة الموالی من الاعلی والاسفل بالرق او بالحلف ومعرفة الاخوة
والاخوات و (من اهم المهمات) معرفة آداب الشیخ والطالب و (معرفة) سن
التحمل والاداء و (معرفة صفة) الضبط فی الکتاب وصفة کتابة الحدیث

یا فرد بنی حنیف قبیلہ کا۔ کبھی نسبت ہی لقب بنجاتا ہے۔ اور لقب کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ اسیطرح
مولیٰ کا لفظ کئی معنی میں مشترک ہے۔ مولی اعلیٰ (آزاد کنندہ) مولی اسفل (آزاد کردہ شدہ) مولی بالحلف
(جسمیں باہمی نصرت وغیرہ کا معاہدہ قسم کھاکر ہوا ہو) مولی بالاسلام (جسکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو) لہذا
اسمیں بھی مشتبہ کے امتیاز کی ضرورت ہے۔ اسیطرح رواۃ کے بھائی بہن بھی معلوم کرنیکی ضرورت ہے کہ دو مشتبہ نام کا
فرق معلوم ہوتا اور دیگر امور پر روشنی پڑتی ہے۔ لہذا ان سب امور کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔
(تنبیہ) چونکہ فن حدیث دینی علم اور نور الٰہی و نیز میراث انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لہذا اس علم کے
وارثین پر بھی اسکا احترام ضروری ہے پس علماء دین اور طلبہ کو چاہیے کہ اوامر کی تعمیل اور منہیات سے پرہیز کرنے
میں انتہائی کوشش کریں۔ خصوصًا فرائض (نماز وغیرہ) کو کما حقہ ادا کریں اور حرص و طمع حسد و کینہ اور بغض
و ریا و سمعہ کو بالکل ترک فرمائیں اور شیخ پر ضروری ہے کہ اپنے شاگرد و طالب سے بتانے میں مطلق بخل نہ کرے۔ اور طالب
پر ضروری ہے کہ شیخ کی بلحاظ عالم دین ہونیکے انتہائی عزت و احترام کرے۔ اللھم ارزقنا اتباع النصح۔ علم حدیث کے
سیکھنے اور سکھانے کیلئے سن شعور کا بھی خیال رکھا جائے بے سمجھ بچوں کو نہ سکھایا جائے نہ انکو بیان کرنیکی اجازت دیجائے۔
اور کتابت میں ضبط کا طریقہ پہچاننا چاہیے۔ اور حدیث شریف کے لکھنے کا طریقہ معلوم ہونا چاہیے۔ مثلًا مشکل الفاظ کے
معانی و مطالب ضروریہ وغیرہ بھی ساتھ ہی ساتھ شیخ سے سمجھکر حاشیہ پر یا جدا بیاض پر لکھتے رہیں۔
(تنبیہ) ضبط فی الکتابۃ اور صفۃ کتابت حدیث کی تکمیل کتب احادیث اور انکی شروح سے کافی ہو چکی ہے

و(صفة) عرضه وسماعه واسماعه والرحلة فيه (اي في طلب الحديث) و(صفة) تصنيفه
(وذلك) اما على المسانيد (بان يجمع مسند كل صحابي رض على حدة فان شاء رتبه على سوابقهم او على حروف المعجم
او (على) الابواب (الفقهية) او (على) العلل (على ترتيب بيان اختلاف نقلته) او
(يجمعه على) الاطراف (فيذكر طرف الحديث الدال على باقيه) و(من المهم) معرفة سبب
الحديث (اي سبب قاله النبي صلى الله عليه وسلم) وقد صنف فيه بعض شيوخ القاضي
ابي يعلى بن الفراء وصنفوا في غالب هذه الانواع وهي (اي هذه الامور التي ذكرناها في
الخاتمة) نقل محض (منا) ظاهرة التعريف مستغنية عن التمثيل (لانها مبينة في مواضعها)
فليراجع لها (اي الى) مبسوطاتها . والله الموفق للحق لا اله الا هو

(صفۃ العرض) یہ ہے کہ جس شیخ سے سنا ہو اسی سے یا کسی اور ثقہ سے یا خود ہی حدیث کو دہراتا رہے
(صفۃ سماع اور اسماع) یہ ہے کہ طالب اور شیخ حدیث کے سننے اور سنانے میں کامل توجہ اور دھیان لگاتے رہیں
کہ کسی دوسری طرف خیال نہ جائے۔
(صفت رحلت) یہ ہے کہ اول اپنے قریب والوں سے احادیث سن لے اسکے بعد دوسری جگہ حدیث سننے کیلئے سفر کرے
(صفت تصنیف) یہ ہے کہ چاہے حروف تہجی کی ترتیب پر ہر ایک صحابی کی حدیث جمع کرے۔ اور چاہے ابواب فقہیہ کی
ترتیب پر جمع کرے۔ اور چاہے حدیث کے ناقلین کا اختلاف بیان اور طرق حدیث کا حسن وقبح بھی بیان کرتا جائے۔
یا حدیث کے صرف ایسے حصہ کو بیان کرے جس سے بقیہ حصہ معلوم ہو جائے۔
(فائدہ) آیات کے شان نزول کی طرح حدیث شریف کا موقع اور محل بھی معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔
ابو یعلی قاضی کے بعض شیوخ نے اسکے متعلق مستقل تصنیف فرمائی ہے بلکہ اس کتاب میں جتنی باتیں بھی بیان کی گئی
ہیں تقریب قریب ہر ایک کے متعلق حضرات محدثین کوئی کتاب تصنیف کر چکے ہیں فجزاھم اللہ عنا احسن الجزاء۔
اور جن امور کا ہم نے اس خاتمہ میں ذکر کیا ہے وہ خالص منقولات اور ایسے واضح ہیں جنکو مثالوں کی حاجت نہیں کیونکہ
جملہ امور کا بیان حضرات محدثین کی کتب مبسوطہ میں موجود ہے اور بوقت ضرورت انہیں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ وآخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ ومن تبعہ اجمعین



(ابلاغ) رسالہ ہذا بعد ترمیم واصلاح حضرت والد صاحب مدظلہ نے بندہ کو عطا فرمایا اور حضرت مؤلف نے حقوق تالیف بذریعہ تحریر بندہ کے نام منتقل فرمائے۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت بندہ طبع کرنیکی جرأت نہ فرمائیں۔ والسلام۔ بندہ ناچیز مسعود الٰہی عفی عنہ خلف مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔

له ليس المقصود منها الاستيعاب والحصر فانه لا يمكن لان في كل نوع منها اقوال وابحاث بل المقصود وقوف الطالب عليها في الجملة ١٢ سه وهو مرادف للمستفيض على راي جماعة وعند البعض هو عام والمستفيض خاص ١٢. سه وقد يقبل لعارض ولاسيما في الفضائل ١٢. سه الذي فيه الغلط او الغفلة اذا كثرتا يسمى منكرا والذي فيه الوهم يسمى معللا ١٢

2036